لمعات المصابیح علی رکعات التراویح

پہلا باب

بیس رکعت نماز تراویح کا ثبوت

تراویح بیس رکعت پڑھنا سنت اور آٹھ رکعت پڑھنا خلاف سنت ہے۔ہم بفضلہٖ تعالیٰ اس کا ثبوت قرآن پاک کی ترتیب واحادیث صحیحہ واقوال علماء اور عقلی دلائل سے دیتے ہیں:۔

(۱) قرآن پاک میں سورتیں بھی ہیں اور آیتیں بھی اور رکوع بھی۔وہ مضمون جس کا کوئی نام رکھ دیا گیا ہو وہ سورت کہلاتا ہے اور قرآن کا وہ جملہ جس کا علیحدہ نام نہ ہو آیت کہلاتا ہے۔مگر دیکھنا یہ ہے کہ رکوع کو رکوع کیوں کہتے ہیں کیونکہ سورت کے معنی احاطہ کرنیوالی چیز ہے اور آیت کے معنی ہیں نشانی۔سورۃ چونکہ ایک مضمون کو گھیرے ہوتی ہے جیسے شہر پناہ کو (سورالبلد) اور آیت ،قدرت الٰہی کی نشانی ہے اس لیے ان کے یہ نام ہوئے۔مگر رکوع کے معنی ہیں جھکنا۔دیکھنا یہ ہے کہ قرآنی رکوع کو رکوع کیوں کہتے ہیں۔کتب قراءۃ سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرعثمان رضی اللہ عنہما تراویح میں جس قدر قرآن پڑھ کر رکوع فرماتے تھے اس حصہ کا نام رکوع رکھا گیا یعنی ان حضرات کے رکوع کرنے کا مقام۔اتنا پڑھ کر رکوع ہوا اور چونکہ تراویح بیس رکعت پڑھی جاتی تھیں اور ستائیسویں رمضان کو ختم ہوتا تھا۔اس لیے قرآن پاک کے کل ۵۴۰ رکوع ہونے چاہئیں۔لیکن چونکہ ختم کے دن بعض رکعتوں میں چھوٹی چھوٹی دوسورتیں پڑھ لی جاتیں تھیں اس لیے قرآن کریم کے ۵۵۷ رکوع ہوئے۔اگر تراویح آٹھ رکعت ہوتیں تو رکوع ۲۱۶ ہونے چاہیے تھے۔قرآنی رکوعات کی تعداد بتا رہی ہے کہ تراویح بیس رکعت ہونی چاہئیں کیا کوئی وہابی آٹھ رکعت تراویح مان کر رکوعات قرآنی کی وجہ بتا سکیں گے؟

(۲) تراویح جمع ترویحہ کی ہے جس کے معنی ہیں جسم کو راحت دینا۔چونکہ ان میں ہر چار رکعت پر کسی قدر راحت کے لیے بیٹھتے ہیں اس بیٹھنے کا نام ترویحہ ہے اسی لئے اس نماز کو تروایح کہا جاتا ہے یعنی راحتوں کا مجموعہ اور تراویح جمع ہے۔جمع کم ازکم تین پر بولی جاتی ہے اگر تراویح آٹھ رکعت ہوتیں تو اس کے درمیان میں ایک ترویحہ آتا پھر اس کا نام تراویح نہ ہوتا تین ترویحوں کے لیے کم ازکم سولہ رکعت تراویح چاہئیں۔جن میں ہر چار رکعت کے بعد ایک ترویحہ ہو اور وتر سے پہلے کوئی ترویحہ نہیں ہوتا۔تراویح کا نام ہی آٹھ رکعت کی تردید کرتا ہے۔

(۳) ہر دن میں بیس رکعت نماز ضروری ہے۔ سترہ فرض اور تین وتر، دو فرض فجر میں، چار ظہر میں، چار عصر، تین مغرب میں اور چار عشاء میں۔ رمضان شریف میں رب تعالیٰ نے ان بیس رکعات کی تکمیل کے لیے بیس رکعت تراویح اور مقرر فرما دیں جس کی ہر رکعت ان کی ہر رکعت کی تکمیل کرے۔ غیر مقلد شاید نماز پنجگانہ میں بھی آٹھ رکعت ہی پڑھتے ہوں گے۔ ورنہ آٹھ تراویح کو ان بیس رکعت سے کیا نسبت۔

احادیث

خیال رہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے نماز تراویح با جماعت پابندی سے ادا نہ فرمائی۔ صرف دو دن ادا کیں اور بعد میں فرمایا کہ اگر اس پر پابندی کی گئی تو فرض ہو جانے کا اندیشہ ہے جس سے میری امت کو دشواری ہوگی۔ لہٰذا تم لوگ اپنے گھر ہی میں نماز پڑھ لیا کرو۔ بعض تو کہتے ہیں کہ یہ نماز تہجد ہی تھی جو ماہ رمضان میں اہتمام سے ادا کرائی گئی۔ اسی لیے صحابہ کرام سحری کے آخری وقت اس سے فارغ ہوتے۔ زمانہ صدیقی میں بھی اس کا کوئی باقاعدہ انتظام نہ فرمایا گیا۔ لوگ متفرق طور پر پڑھ لیتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا اہتمام فرمایا اور بیس رکعت تراویح مقرر فرمائیں اور باقاعدہ جماعت کا انتظام کیا لہٰذا صحیح یہ ہے کہ اصل تراویح سنت رسول اللہ ﷺ ہے مگر اس کی پابندی جماعت بیس رکعت سنت فاروقی ہے چونکہ نبی کریم ﷺ نے تو آٹھ رکعت کا حکم دیا اور نہ اس پر پابندی فرمائی بلکہ حق یہ ہے کہ آپ کا آٹھ رکعت تراویح پڑھنا صراحۃً کہیں ثابت ہی نہیں ہوا لہٰذا صحابہ کرام کا بیس پر اتفاق کرنا سنت کی مخالفت نہیں۔ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الرشدین ۔ لہٰذا اب ہم صحابہ کرام کا عمل پیش کرتے ہیں غیر مقلدوں کو چاہیے کہ کوئی حدیث مرفوع صحیح ایسی پیش کریں جس سے تراویح کی آٹھ رکعت صراحۃً ثابت ہوں۔ انشاءاللہ نہ کر سکیں گے ہماری احادیث ملاحظہ ہوں:

(۱) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں بیس رکعت نماز تراویح کی باقائدہ جماعت کا انتظام فرمایا اسی پر صحابہ کرام کا اجماع ہوا۔ موطا امام مالک میں حضرت سائب ابن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال کنا نقوم فی عهد عمر بعشرین رکعةرواه البیهقی فی المعرفة باسناد صحیح٥

(۲) ابن منیع نے حضرت ابی ابن کعب سے روایت کی:

فصلّی بهم عشرین رکعة٥

(۳) بیہقی میں ہے:

عن ابی الحسناء ان علی ابن ابی طالب امر رجلا یصلی بالناس خمس ترویحات عشرین رکعۃo

(۴) ابن ابی شیبہ اور طبرانی کبیر میں اور بیہقی وعبدابن حمید وبغوی نے روایت کی:

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوترo

اس سے معلوم ہوا کہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

(۵) بیہقی میں ہے:

وعن ابن شکل وکان من اصحاب علی انہٗ کان یومھم فی شھر رمضان فیصلی خمس ترویحات عشرین رکعاتo

(۶) اسی بیہقی میں ہے:

وعن ابی عبدالرحمٰن السلمی ان علیا رعی القراء فی رمضان فامر رجلا یصلی الناس عشرین رکعۃ وکان علی یوتربھمo

(۷) اسی بیہقی نے باسناد صحیح نقل فرمایا:

عن السائب ابن یزید قال کانوا یقومون علٰی عھد عمر فی شھر رمضان بعشرین رکعۃo

اس کی تحقیق کے لیے صحیح البہاری باب کم یقرا فی التراویح دیکھوان روایات سے معلوم ہوا کہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیس تراویح پڑھتے تھے۔ اور عہد فاروقی میں تو اس بیس رکعات پر عمل جاری ہو گیا تھا۔ حضرت ابن عباس، علی، ابی بن کعب، عمر، سائب ابن یزید وغیرہ ھم تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ ہی معمول تھا۔

اقوال علماء امت

(۱) ترمذی شریف ابواب الصوم باب ما جاء فی قیام شھر رمضان میں ہے:

واکثر اھل العلم علٰی ماروی عن علی و عمر وغیر ھما من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشرین رکعۃ وھو قول سفیان الثوری وابن المبارک والشافعی وقال

الشافعی ھٰکذا ادرکت ببلد مکۃ یصلون عشرین رکعۃ ٥

ترجمہ: یعنی اہل علم کا عمل اس پر ہے جو حضرت علی وعمرو دیگر صحابہ کرام سے مروی ہے یعنی بیس رکعت یہ ہی فرمان سفیان ثوری، ابن مبارک اور امام شافعی کا ہے۔امام شافعی نے اپنے شہر مکہ معظّمہ میں یہ ہی عمل پایا کہ مسلمان بیس رکعت تراویح پڑھتے ہیں۔

(۲) فتح الملہم شرح مسلم جلد دوم صفحہ ۲۹۱ میں ہے:

روٰی محمد ابن نصر من طریق عطاء قال ادرکتھم یصلون عشرین رکعۃ و ثلٰث رکعات الوتروفی الباب اٰثار کثیرۃ اخرجھا ابن ابی شیبۃ وغیرہٗ و قال ابن قدمۃ وھٰذا کالا جماع ٥

اس سے معلوم ہوا کہ بیس رکعت پر گویا مسلمانوں کا اجماع ہوگیا۔

(۳) عمدۃ القاری شرح بخاری جلد پنجم صفحہ ۳۰۷ میں ہے:

وروی الحارث ابن عبیدالرحمٰن ابن ابی زباب عن السائب ابن یزید قال کان القیام علٰی عھد عمر بثلٰث و عشرین رکعۃ قال ابن عبداللہ ھٰذا محمول علٰی ان الثلٰث للوتر ٥

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح اور تین وتر پر عمل تھا۔

(۴) اسی عمدۃ القاری میں اسی جگہ ہے:

کان عبداللہ ابن مسعود یصلی بنا فی شھر رمضان فینصرف و علیہ لیل قال الاعمش کان یصلی عشرین رکعۃ ٥

(۵) اسی عمدۃ القاری جلد پنجم صفحہ ۳۵۵ میں ہے:

قال ابن عبدالبر وھو قول جمھور العلماء وبہٖ قال الکوفیون و الشافعی و اکثر الفقھاء وھو الصحیح عن کعب من غیر خلاف من الصحابۃ ٥

ترجمہ: یعنی ابن عبدالبر نے فرمایا کہ بیس رکعت تراویح عام علماء کا قول ہے اسی کے اہل کوفہ اور امام شافعی اور اکثر فقہاء قائل ہیں اور یہ ہی حضرت ابی ابن کعب سے مروی ہے اس میں کسی صحابی کا اختلاف نہیں۔

(۶) ملا علی قاری نے شرح نقایہ میں فرمایا:

فصار اجماعا لما روٰی البیھقی باسناد صحیح انھم کانوا یصلون علیٰ عھد عمر بعشرین رکعۃ وعلیٰ عھد عثمان وعلی صح o

ترجمہ: صحابہ کرام حضرات عمروعثمان وعلی رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بیس تراویح پڑھتے تھے۔لہٰذا اس پر اجماع ہوگیا۔

(۷) مولوی عبدالحئی صاحب نے اپنے فتاویٰ جلد اول صفحہ ۱۸۲ میں علامہ ابن حجر مکی ہیتمی کا قول نقل فرمایا:

اجماع الصحابۃ علیٰ ان التراویح عشرون رکعۃ o

ترجمہ: یعنی صحابہ کرام کا بیس تراویح پر اجماع ہے۔

(۸) عمدۃ القاری شرح بخاری جلد پنجم صفحہ ۲۵۷ میں ہے:

واما القائلون بہٖ من التابعین فشبر ابن شکل وابن ابی ملیکۃ والحارث الھمدانی وعطاء ابن ابی رباح وابو البختری و سعید ابن ابی الحسن البصری اخوالحسن و عبد الرحمٰن ابن ابی بکر وعمران العبدی o

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام تابعین وتبع تابعین وفقہاء محدثین کا بیس رکعت تراویح پر اتفاق ہے۔ ان میں سے نہ کسی نے آٹھ تراویح پڑھیں نہ اس کا حکم دیا۔

لطیفہ: غیر مقلد دراصل اپنی خواہش نفس کے مقلد ہیں،اس لیے انہیں اہل ہویٰ یعنی ہویٰ پرست کہا جاتا ہے۔جس میں نفس کو آرام ملے وہ ہی ان کا مذہب۔ہم ان کے آرام دہ مسائل دکھاتے ہیں مسلمان دیکھیں اور عبرت پکڑیں۔

(۱) دو مٹکے پانی کبھی گندا نہیں ہوتا لہٰذا کنواں کتنا ہی پلید ہو جائے اس سے پانی پیئے جاؤ۔

(۲) سفر میں چند نمازیں ایک وقت میں پڑھ لو۔روافض کی طرح کون بار بار اترے اور پڑھے،ریل میں بہت،بھیڑ ہوتی ہے۔

(۳) عورتوں کے زیور پر زکوٰۃ نہیں ہاں جناب کیوں ہو اس میں خرچ جو ہوتا ہے۔

(۴) تراویح صرف آٹھ رکعت پڑھ کر آرام کرو۔ہاں صاحب،نماز نفس پر گراں ہے۔

(۵) وتر صرف ایک رکعت پڑھ کر سورہو کیوں نہ ہو جلد نماز سے چھٹکارا اچھا۔

(۲) ایک بار تین طلاق دے دو، صرف ایک ہی واقع ہوگی۔ دوبارہ رجوع ہوسکتا ہے۔ کیوں نہ ہو اس میں آسانی ہے غرضکہ جس میں آرام وہ یاروں کا دین ایمان۔

لطیفہ: مسلم شریف کتاب الطلاق میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تین طلاق ایک ہی ہوتی تھی حضرت عمر نے فرمایا کہ لوگوں نے اس میں جلدی پیدا کر دی لہٰذا اب اس سے تین طلاق ہی واقع ہونی چاہئیں۔ آرام طلب غیر مقلدین لے اڑے کہ ایک دم تین طلاقیں ایک ہی ہوتی ہے ان اللہ کے بندوں نے یہ نہ سوچا کہ کیا عمر رضی اللہ عنہ خلاف سنت حکم کر سکتے ہیں اور پھر لطف یہ ہے کہ آپ نے یہ قانون بنا دیا اور کسی صحابی نے مخالف نہ کی۔ بات صرف یہ تھی کہ زمانہ نبوی میں بعض لوگ یوں کہہ دیتے تھے تجھے طلاق ہے طلاق طلاق اور آخر میں دو طلاقوں سے پہلے طلاق کی تاکید کرتے تھے جیسے کوئی کہے میں کل جاؤں گا کل کل۔ میں روٹی کھاؤں گا روٹی روٹی۔ اب بھی اگر کوئی اس نیت سے یہ الفاظ بولے تو عنداللہ ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔ زمانہ فاروقی میں لوگ تین طلاقیں ہی دینے لگے چونکہ عمل بدل گیا حکم بھی بدل گیا تب آپ نے یہ حکم نافذ فرمایا۔ اس مسئلہ کی نہایت ہی نفیس تحقیق ہماری تفسیر نعیمی جلد دوم آیت الطلاق مرتٰن ۝ (بقرہ:۲۲۹) کی تفسیر میں دیکھو، جہاں بہت سی احادیث سے ثابت کیا ہے کہ ایک دم تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں۔

دوسرا باب

بیس تراویح پر اعتراضات و جوابات

اعتراض ۱: مشکوٰۃ باب قیام شہر رمضان اور مؤطا امام مالک میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور دارمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعتیں پڑھائیں ثابت ہوا کہ آٹھ رکعت تراویح ہے باقی وتر۔

جواب: اس کے چند جواب ہیں: اولاً یہ کہ یہ حدیث مضطرب ہے اور مضطرب سے دلیل نہیں پکڑی جاسکتی کیونکہ اس کے راوی محمد ابن یوسف ہیں مؤطا میں تو ان سے گیارہ کی روایت ہے اور محمد ابن نصر مروزی نے انہی محمد ابن یوسف سے بطریق محمد اسحاق تیرہ رکعت کی روایت کی اور محدث عبدالرزاق نے انہی محمد ابن یوسف سے دوسری اسناد سے اکیس رکعت نقل کیں۔ اس کی تحقیق کے لیے دیکھو فتح الباری شرح بخاری جلد چہارم صفحہ ۱۸۰ مطبوعہ خیریہ مصر۔ ایک ہی راوی کے بیانات میں اس قدر تضاد اور اختلاف ہے، اس کو اضطراب کہتے ہیں لہٰذا یہ تمام روایات غیر معتبر ہیں اس سے

استدلال غلط ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر یہ حدیث آپ کے نزدیک صحیح ہے تو اس سے تراویح آٹھ رکعت ثابت ہوئیں مگر وتر تین رکعت کہیے آپ وتر ایک رکعت کیوں پڑھتے ہیں؟ آپ کے قول پر ۹ رکعت ہونی چاہئیں کیا ایک ہی حدیث کا آدھا حصہ مقبول اور آدھا غیر مقبول۔ تیسرے یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اولاً آٹھ تراویح کا حکم دیا گیا، پھر بارہ پھر آخر میں بیس پر قرار رہا۔ کیونکہ مشکوٰۃ باب قیام شہر رمضان میں اسی حدیث کے بعد ہے:

وکان القاری یقرأ سورة البقرة فی ثمانی رکعات واذا قام بھا فی ثنتی عشرة رکعة رأی الناس انہٗ قد خففo

ترجمہ: یعنی قاری آٹھ رکعت میں سورۃ بقر پڑھتا تھا اور جب بارہ رکعت میں یہ سورۃ پڑھتا تو لوگوں کو ہلکا پن محسوس ہوتا۔

اس حدیث کے ماتحت مرقاۃ میں ہے:

نعم ثبت العشرون من زمن عمر وفی الموطا روایة باحدٰی عشرة وجمع بینھما بانہٗ وقع اولا ثم استقر الامر علی العشرین فانہٗ المتوارثo

یعنی ان روایات کو یوں جمع کیا گیا کہ اولاً تو آٹھ رکعت کا حکم ہوا پھر بیس پر قرار ہوا یہ بیس رکعت ہی منقول ہیں چوتھے یہ کہ اصل تراویح سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور تین چیزیں سنت فاروقی ہمیشہ پڑھنا، باقاعدہ جماعت سے پڑھنا، بیس رکعت پڑھنا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیس رکعت ہمیشہ نہ پڑھیں اور نہ صحابہ کرام کو باقاعدہ جماعت کا حکم دیا۔ اب اگر آٹھ رکعت پڑھی جائیں تو سنت فاروقی پر عمل چھوٹ گیا اور اگر بیس پڑھی جائیں تو سب پر عمل ہو گیا کیونکہ بیس میں آٹھ آجاتی ہیں۔ اور آٹھ میں بیس نہیں آتیں، حدیث شریف میں ہے کہ میری اور خلفائے راشدین کی سنتوں پر عمل کرو۔ تم بھی تراویح ہمیشہ اور باقاعدہ جماعت کے ساتھ پڑھتے ہو۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں حضور سے ثابت نہیں، سنت فاروقی ہیں لہٰذا بیس رکعت پڑھا کرو۔

اعتراض ۲: بخاری شریف میں ہے کہ ابوسلمہ نے حضرت عائشہ صدیقہ سے پوچھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رمضان کی راتوں میں کتنی رکعات پڑھتے آپ نے جواب دیا:

ماکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان وفی غیرہٖ علٰی احدٰی عشر رکعةo

معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تراویح آٹھ رکعت سے زیادہ بھی نہ پڑھیں اور باقی وتر بیس رکعت پڑھنا بدعت سیئہ ہے۔

جواب: اس کے بھی چند جواب ہیں: ایک یہ کہ اس سے نماز تہجد مراد ہے نہ کہ تراویح۔ کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رمضان اور غیر رمضان میں آٹھ رکعت سے زیادہ نہ پڑھیں جس سے معلوم ہوا کہ یہ وہی نماز ہے جو ہمیشہ پڑھی جاتی ہے نہ کہ تراویح کہ وہ صرف رمضان میں ہوتی ہے نیز ترمذی میں اسی حدیث کے لیے باب باندھا: باب ماجاء فی وصف صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل معلوم ہوا کہ یہ صلوۃ اللیل یعنی نماز تہجد ہے نہ کہ نماز تراویح۔ نیز اسی حدیث کے آخر میں ہے کہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں عرض کیا: یارسول اللہ! آپ وتر سے پہلے کیوں سوجاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! ہماری آنکھیں سوتی ہیں ہمارا دل نہیں سوتا''۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ رکعتیں سو کر اٹھ کر ادا فرماتے تھے۔ اور وتر بھی اس کے ساتھ ہی ادا فرماتے تھے۔ تب ہی تو حضرت صدیقہ کو تعجب ہوا کہ آپ نے تو ہم کو تو وتر پڑھ کر سونے کا حکم دیا اور خود سو کر مع تہجد وتر پڑھتے ہیں۔ جواب دیا کہ چونکہ ہمیں جاگنے پر پورا بھروسہ ہے۔ جسے بھروسہ نہ ہو وہ وتر پڑھ کر سوئے اور تراویح سونے سے پہلے پڑھی جاتی ہے اور تہجد سونے کے بعد۔

مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۴۰۰ میں ہے:

"تحقیق آنست که صلوة آنحضرات درمضان هماں نماز معتاد بود یا زده رکعت که دائم در تهجد مے گزارد۔"

دوسرے یہ کہ اگر بیس رکعت تراویح بدعت سیئہ ہے تو حضرت عمر اور دیگر صحابہ کرام نے کیوں اختیار فرمائی اور خود حضرت عائشہ صدیقہ نے ان کی مخالفت کیوں نہ کی۔ ان پر کیا فتویٰ لگاؤ گے نیز آج سارے غیر مقلد پورے ماہ رمضان میں باجماعت تراویح پڑھتے ہیں۔ بتاؤ ان کی یہ ہمیشگی بدعت سیئہ ہے یا نہیں۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آٹھ تراویح پڑھیں۔ تو بس دو تین روز تک پڑھیں تم اس کی ہمیشگی کر کے کون ہوئے؟ اگر پورے متبع حدیث ہو تو سارے ماہ رمضان میں تین دن تراویح پڑھا کرو۔

نیز ترمذی شریف کی روایت سے ثابت ہوا کہ مکہ والوں کا بیس تراویح پر اتفاق ہے اور مدینہ والوں کا اکتالیس پر ان میں سے کوئی بھی آٹھ رکعت کا عامل نہیں۔

بتاؤ یہ سارے لوگ بدعتی اور فاسق ہوئے یا نہیں؟ اگر ہوئے تو ان سے حدیث لینا کیسا؟ فاسق کی روایت معتبر نہیں۔ نیز بتاؤ کیا کسی ملک میں مسلمانوں نے آٹھ رکعات تراویح پڑھیں۔ تیسرے یہ کہ اسی حدیث سے اگر آٹھ رکعت تراویح ثابت ہوئی۔ تو تین رکعت وتر بھی ثابت ہوئے تب ہی تو گیارہ رکعت ثابت ہوگی۔ پھر وتر ایک رکعت کیوں پڑھتے ہو؟ آرام کے لیے؟ حق یہ ہے کہ آٹھ رکعت تراویح کی تصریح کہیں نہیں ملتی کیونکہ جہاں قیام رمضان کا ذکر ہے وہاں تعداد رکعت سے خاموشی ہے اور جن احادیث میں گیارہ کا ذکر ہے وہاں تراویح کی تصریح نہیں بلکہ اس سے تہجد مراد ہے ایسی روایت پیش کرو جس میں آٹھ تراویح کی تصریح ہو۔ ایسی انشاءاللہ نہ ملے گی۔ چونکہ سلطنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم نے مستقل رسالہ لکھ دیا۔ اس لیے ضمیمہ میں یہ مضمون شامل نہ کیا گیا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ ونور عرشہٖ سیدنا و محمد و الہٖ و اصحابہٖ اجمعین برحمتہٖ وھوارحم الراحمین۔